

تاریخ تشیع

<?xml encoding="UTF-8?">

دوسری صدی ہجری کے دوران شیعوں کی حالت

دوسری صدی ہجری کی پہلی تہائی کے آخر میں تمام اسلامی ممالک میں بنی امیہ حکومت کے ظلم و ستم اور بدسلوکی کی وجہ سے جو انقلابات اور خونی جنگیں ہوئیں، ان میں پیغمبر اکرم (ص) کے اہلبیت (ع) کے نام پر ایران کے مشرقی صوبے خراسان میں بھی ایک تحریک نے جنم لیا۔ اس تحریک کا رہنما ایک ایرانی سپہ سالار ابو مسلم مروزی تھا جس نے اموی خلافت کے خاتمے کی تحریک شروع کی تھی اور اپنی اس انقلابی تحریک میں کافی ترقی اور کامیابی حاصل کر لی تھی یہاں تک کہ اموی خلافت کا خاتمہ کر دیا۔ (۱) یہ تحریک اور انقلاب اگرچہ زیادہ تر شیعہ مذہب کے پروپیگنڈوں پر منحصر تھا اور تقریباً اہلبیت (ع) کے شہیدوں کے انتقام کے عنوان سے اہلبیت (ع) کے ایک پسندیدہ شخص کے لئے بیعت لیا کرتا تھا لیکن اس کے باوجود شیعہ اماموں کا نہ تو اس کے لئے کوئی حکم تھا اور نہ ہی انہوں نے اس کے لئے کوئی اشارہ کیا تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب ابو مسلم نے امام ششم کا نام مدینہ میں بیعت کے لئے پیش کیا تو انہوں نے سختی سے اس تجویز کو رد کر دیا تھا اور فرمایا تھا: ”تو میرے آدمیوں (پیروکاروں) میں سے نہیں ہے اور یہ زمانہ بھی میرا زمانہ نہیں ہے“۔ (تاریخ یعقوبی ج ۳ ص ۸۶، مروج الذهب ج ۳ ص ۲۶۸)

آخر کار بنی عباس خاندان نے اہلبیت (ع) کے نام پر خلافت پر قبضہ کر لیا۔ شروع شروع میں اس خاندان کے خلفاء، شیعہ اور علوی خاندان کے ساتھ مہربانی سے پیش آئے حتیٰ کہ علوی شہداء کے انتقام کے نام سے انہوں نے بنی امیہ کا قتل عام بھی کیا اور خلفائے بنی امیہ کی قبروں کو کھود کر ان کی ہڈیاں بھی جلا دیں لیکن زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ انہوں نے بھی بنی امیہ جیسا ظالمانہ طریقہ اختیار کر لیا اور اس طرح ظلم و ستم اور لاقانونیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

ابوحنیفہ جو اہلسنت کے چار اماموں میں سے ایک ہیں، کو خلیفہ عباسی منصور نے قید میں ڈال دیا (۲) اور ان کو سخت اذیتیں اور تکلیفیں دی گئیں۔ امام احمد حنبل جو اہلسنت کے دوسرے امام تھے کو سرعام کوڑے لگائے گئے (۳) اور اسی طرح شیعوں کے چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام کو سخت ترین شکنجوں، اذیتوں اور تکلیفوں کے بعد زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔ (۴) اس حکومت کے دوران علوی خاندان کے افراد کو اکٹھا کر کے ان کی گردنیں اڑادی جاتی تھیں یا ان کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور کبھی کبھی بعض افراد کو دیواروں میں چنوا دیا جاتا تھا یا سرکاری عمارتوں کے نیچے دفن کر دیا جاتا تھا۔

عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں اسلامی سلطنت اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی اور بہت زیادہ وسعت اختیار کر گئی تھی یہاں تک کہ کبھی کبھی خلیفہ سورج کو دیکھ کر کہا کرتا تھا: ”اے سورج جہاں بھی تیرا دل چاہے اپنی شعاعیں زمین پر پھینک لیکن میرے ملک سے باہر ہرگز نہیں چمکے گا (یعنی جہاں تک سورج چمکتا ہے وہاں تک میرا ملک ہے)۔“ ایک طرف تو اس کی فوجیں مشرق و مغرب کی طرف آگے بڑھتی چلی جارہی تھیں اور دوسری طرف بغداد کے پل پر جو خلیفہ کے محل سے چند قدم کے فاصلے پر واقع تھا خلیفہ کی اجازت کے بغیر اس کے گماشتے پل سے گزرنے والوں سے ٹیکس وصول کیا کرتے تھے یہاں تک کہ جب ایک دن

خود خلیفہ نے اس پل سے گزرنا چاہا تھا تو انہوں نے اس کا راستہ روک کر اس سے ٹیکس ادا کرنے کا مطالبہ کیا تھا ۔

(قصہ جسر بغداد)

ایک گانے والے شخص نے چند شہوت انگیز شعر پڑھ کر عباسی خلیفہ امین کی شہوت کو ابھارا تو امین نے اسے تیس لاکھ چاندی کے درہم انعام میں دئے وہ گانے والا اس قدر خوش ہوا کہ خلیفہ کے قدموں میں گر پڑا اور کہنے لگا : ”اے امیر المومنین ! کیا آپ نے یہ ساری رقم مجھے عطا فرمادی ہے ؟“ خلیفہ نے جواب دیا : ” اس رقم کی کوئی اہمیت نہیں ہے کیونکہ یہ ساری رقم ہمیں ملک کے ایک ایسے حصے سے ملی ہے جس کو ہم جانتے بھی نہیں ۔“ (کتاب اغانی ابی الفرج)

وہ بے اندازہ اور بے شمار دولت جو اسلامی ممالک سے بیت المال کے عنوان سے ہر سال دارالخلافہ میں پہنچتی تھی ، سب کی سب خلیفہ وقت کی شہوت پرستی ، ہوس رانی ، عیاشی اور عوام کی حق تلفی پر خرچ ہوتی تھی ۔ ان خوبصورت کنیزوں ، لڑکیوں اور لڑکوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی تھی جو ہر وقت خلیفہ کے دربار میں خدمت پر مامور تھے ۔

اموی حکومت کے خاتمے اور بنی عباس کے اقتدار سے شیعوں کی حالت میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا سوائے اس کے کہ ان ظالم اور بیداد گر دشمنوں نے صرف اپنا نام تبدیل کر لیا تھا ۔

حوالہ

۱۔ تاریخ یعقوبی ج / ۳ ص / ۷۹ ، تاریخ ابو الفداء ج / ۱ ص / ۲۰۸

۲۔ تاریخ ابو الفداء ج / ۲ ص / ۶

۳۔ تاریخ یعقوبی ج / ۳ ص / ۱۹۸ ، تاریخ ابو الفداء ج / ۲ ص / ۳۳

۴۔ کتاب بحار الانوار ج / ۱۲ ۔ حالات امام جعفر صادق علیہ السلام

تیسری صدی ہجری کے دوران شیعوں کی حالت

تیسری صدی ہجری کے آغاز سے شیعوں نے سکون کی سانس لی۔ اس کا پہلا سبب یہ تھا کہ یونانی ، سریانی اور دوسری زبانوں سے بہت زیادہ علمی اور فلسفی کتابیں عربی زبان میں ترجمہ ہو گئی تھیں اور لوگ استدلالی و عقلی علوم کو حاصل کرنے کے لئے جمع ہو گئے تھے ۔ اس کے علاوہ عباسی خلیفہ مامون الرشید خود (۱۹۵ تا ۲۱۸ ہجری قمری) معتزلہ مذہب کا پیرو تھا اور مذہب میں عقلی استدلال کی طرف مائل تھا لہذا اس نے مختلف ادیان اور مذاہب میں لفظی استدلال کے رواج کی عام آزادی دے رکھی تھی ۔ یہی وجہ تھی کہ علماء اور شیعہ متکلمین نے اس آزادی سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور انہوں نے علمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ مذہب اہلبیت کی تبلیغ میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ۔ (۱)

دوسرے یہ کہ خلیفہ مامون الرشید نے سیاسی حالات کے پیش نظر آٹھویں امام حضرت امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد اور جانشین بھی مقرر کر رکھا تھا جس کے نتیجے میں علوی خاندان اور اہلبیت (ع) کے دوست

اور طرفدار ایک حد تک سرکاری عہدیداروں کے ظلم و تشدد سے محفوظ ہو چکے تھے اور کم و بیش آزاد تھے لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ دوبارہ تلوار کی تیز دھار شیعوں کی طرف پھر گئی اور ان کے اسلاف کے حالات ان کے لئے بھی پیدا ہو گئے خصوصاً عباسی خلیفہ متوکل باللہ (۲۳۲ تا ۲۴۷ ہجری قمری) کے زمانے میں جو حضرت علی (ع) اور آپ کے پیروکاروں سے خصوصی دشمنی رکھتا تھا اور اسی کے حکم سے امام حسین علیہ السلام کا مزار مقدس مٹی میں ملادیا گیا تھا۔ (۲)

حوالہ

۱. مختلف التواریخ

۲. تاریخ ابی الفداء اور دوسری تاریخی کتابیں

چوتھی صدی ہجری کے دوران شیعوں کی حالت

چوتھی صدی ہجری کے دوران کچھ ایسے عناصر اور حالات پیدا ہو گئے تھے جو خود بخود مذہب شیعہ کی ترقی اور شیعوں کے طاقتور اور مضبوط بننے میں مدد کر رہے تھے۔ ان حالات میں سے خلافت بنی عباس کی کمزوری اور آل بویہ بادشاہ کا ان کے مقابلے میں سرائٹھانا تھا۔

آل بویہ کے بادشاہ مذہبی طور پر شیعہ تھے اور خلافت کے مرکز (دارالخلافت) بغداد اور خلیفہ کے دربار میں ان کا بہت اثر و رسوخ تھا۔ (۱) یہ شیعوں کے لئے ایک قابل توجہ طاقت تھی جو دن بدن ان کو زیادہ سے زیادہ جرات مند اور طاقتور بنا رہی تھی تاکہ وہ اپنے مذہبی مخالفوں کے سامنے جو ہمیشہ خلافت کی طاقت پر بھروسہ اور تکیہ رکھتے ہوئے ان کو نیچا دکھانے کی فکر میں تھے، کھڑے ہو جائیں اور ان کا مقابلہ کریں اور اس کے ساتھ ساتھ پوری آزادی کے ساتھ اپنے (شیعہ) مذہب کی تبلیغ کریں۔

جیسا کہ مورخین نے لکھا ہے کہ اس صدی کے دوران سارے جزیرۃ العرب یا اس کے زیادہ حصے میں بڑے بڑے شہروں کے علاوہ ہر طرف شیعہ آباد تھے لیکن ان کے علاوہ کچھ بڑے شہر بھی مثلاً ہجر، عمان اور رصعدہ وغیرہ شیعوں کے شہر شمار ہوتے تھے، شہر بصرہ میں شیعوں کی قابل قدر تعداد موجود تھی حالانکہ وہ شہر ہمیشہ سے اہلسنت کا مرکز تھا اور شہر کوفہ کے ساتھ جو شیعوں کا مرکز سمجھا جاتا تھا مذہبی رقابت اور برابری رکھتا تھا۔ اسی طرح دوسرے شہروں مثلاً ابلس، نابلس، طبرہ، حلب اور ہرات میں بھی اچھے خاصے شیعہ زندگی گزارتے تھے۔ اہواز، خلیج فارس کے کنارے (ایرانی ساحل) پر بھی شیعوں کی تعداد قابل ملاحظہ تھی۔ (۲)

اسی صدی کے آغاز میں ناصر اطروش جو کئی سال تک ایران کے شمالی حصوں میں مذہب شیعہ کی تبلیغ کرتا رہا تھا طبرستان کے علاقے پر بھی قابض ہو گیا تھا اور وہاں اس نے سلطنت کی داغ بیل ڈالی تھی جو کئی پشتوں تک جاری رہی، اطروش سے پہلے بھی ایک شخص بنام حسن بن زید علوی نے کئی سال تک طبرستان میں حکومت کی تھی۔ (۳)

اس صدی کے دوران فاطمیوں نے جو اسماعیلی فرقے سے تعلق رکھتے تھے مصر میں اقتدار حکومت سنبھال لیا اور ۲۹۶ھ سے ۵۲۷ھ تک حکومت کرتے رہے۔

اسی زمانے میں عام طور پر ایسے حالات پیش آتے رہے کہ بڑے بڑے اسلامی شہروں مثلاً بغداد، بصرہ اور

ریشاپور میں شیعہ - سنی فرقوں کے درمیان کبھی کبھی کشمکش اور جنگ شروع ہو جاتی تھی اور ان جنگوں میں سے بعض میں شیعوں کو کامیابی ہوتی تھی -

حوالہ

- ۱۔ کتب تواریخ کی طرف رجوع کریں
- ۲۔ الحضارة الاسلاميه ج ۱ / ص ۹۷
- ۳۔ مروج الذهب ج ۲ / ص ۳۷۳ ، الملل و النحل ج ۱ / ص ۲۵۲

پانچویں صدی ہجری سے نویں صدی ہجری کے دوران شیعوں کی حالت

پانچویں صدی ہجری سے نویں صدی ہجری تک شیعوں کی تعداد میں مسلسل خاطر خواہ اضافہ ہوتا رہا جیسا کہ چوتھی صدی ہجری کے دوران بھی ان کی افزائش جاری رہی اس دوران بعض ایسے بادشاہوں نے بھی حکومت کی جو شیعہ تھے اور مذہب شیعہ کو رواج دیتے تھے -

پانچویں صدی ہجری کے آخر میں اسماعیلیہ کی تحریک اور دعوت نے ”الموت“ کے علاقوں میں اپنی حکومت کو مضبوط کر لیا تھا اور اس طرح اسماعیلی فرقہ کے بادشاہ تقریباً ڈیڑھ صدی تک ایران کے بالکل درمیانی حصے میں مکمل آزادی کے ساتھ اپنی مذہبی رسومات کے مطابق زندگی گزارتے رہے (۱)۔ مرعشی سادات نے بھی کئی سالوں تک مازندران کے علاقوں پر حکومت کی تھی۔ (۲)

مغلوں کے ایک بادشاہ خدا بندہ لونے مذہب شیعہ اختیار کر لیا تھا اور اس کی اولاد میں سے بھی بہت سے بادشاہوں نے ایران میں حکومت کی تھی اور چونکہ یہ سب لوگ شیعہ تھے اسلئے وہ سب مذہب شیعہ کی ترویج اور ترقی کے لئے کوشاں رہے تھے - اسی طرح آق قویونلو اور قرہ قویونلو خاندان کے سلاطین جو تبریز میں حکومت کیا کرتے تھے (۳) اور ان کی حکمرانی اور بادشاہت کی وسعت فارس (شیراز) اور کرمان تک پہنچ چکی تھی ، مذہب شیعہ کے پیرو تھے - مصر میں بھی سالہا سال تک فاطمیوں کی حکومت قائم رہی تھی۔

البتہ مذہبی طاقت مختلف بادشاہوں کے زمانے میں مختلف رہی ہے جیسا کہ فاطمی حکومت کے خاتمے اور سلاطین آل ایوب کے اقتدار سنبھالنے سے حالات بالکل پھر گئے تھے - مصر اور شام کے شیعوں کی آزادی چھن گئی تھی اور بہت سے شیعہ افراد کو قتل کر دیا گیا تھا۔ (۴)

انہی شہید ہونے والوں میں سے شہید اول محمد بن محمد مکی بھی تھے جو شیعہ فقہ کے ذہین ترین افراد میں سے تھے اور ۷۸۶ھ میں دمشق میں مذہب شیعہ رکھنے کے جرم میں شہید کر دئے گئے تھے (۵) اور اسی طرح شیخ اشراق شہاب الدین سہروردی کو حلب میں فلسفہ کے جرم میں شہید کر دیا گیا تھا - (۶)

مجموعی اور کلی طور پر ان پانچ صدیوں میں شیعہ آبادی کے لحاظ سے مسلسل بڑھتے رہے اور طاقت اور آزادی کے لحاظ سے اپنے وقت کے بادشاہوں کی مرضی یا مخالفت کے ماتحت رہے - اس تمام مدت اور عرصے میں اسلامی ممالک میں سے ایک ملک میں بھی مذہب شیعہ کو سرکاری اور ملکی مذہب ہونے کا موقع نہ ملا اور نہ ہی کسی نے اس کا اعلان کیا یا اسے سرکاری مذہب کے طور پر تسلیم کیا۔

۱۔ تاریخ کامل ، تاریخ روضة الصفا اور تاریخ حبیب السیر کی طرف رجوع کریں

۲۔ تاریخ کامل اور تاریخ ابی الفداء ج / ۳

۳۔ تاریخ حبیب السیر

۴۔ تاریخ حبیب السیر اور تاریخ ابی الفداء وغیرہ

۵۔ روضات الجنات اور ریاض العلماء (نقل از ریحانة الادب ج / ۲ ص / ۳۶۵

۶۔ روضات الجنات ، کتاب المجالس اور وفیات الاعیان

دسویں اور گیارھویں صدی ہجری کے دوران شیعوں کی حالت

۹۰۶ھ میں شیخ صفی الدین اردبیلی (متوفی ۷۳۵ھ) کے خاندان میں سے ایک تیرہ سالہ نوجوان نے جو مذهب کے لحاظ سے شیعہ تھا ، اپنے آباء واجداد کے تین سو مریدوں اور درویشوں کو ساتھ لے کر حکومت وقت کے خلاف سر اٹھایا تاکہ ایک مستقل ، خود مختار اور آزاد شیعہ ریاست کو معرض وجود میں لائے۔ اس کے لئے وہ اردبیل، ایران سے اٹھا اور کشور کشائی کرتے ہوئے طوائف الملوکی کو ایران سے ختم کر دیا۔ اس نے علاقائی بادشاہوں اور خصوصاً آل عثمان خاندان کے بادشاہوں کے ساتھ خونریز جنگیں کیں۔ یہاں تک کہ ایران کو جو اس وقت حصوں بخروں میں تقسیم ہو چکا تھا ، ایک متحدہ اور آزاد ملک بنا دیا اور مذهب شیعہ کو اپنی حکومت اور قلمرو میں سرکاری مذهب کا درجہ دے کر رواج دیا۔ شاہ اسماعیل صفوی کی وفات کے بعد صفوی خاندان کے دوسرے بادشاہوں نے بارہویہ صدی ہجری تک ایران میں اپنی حکومت جاری رکھی اور سب نے یکے بعد دیگرے شیعہ امامیہ مذهب کو سرکاری مذهب کے طور پر تصدیق اور تسلیم کیا اور اس کو مضبوط بنانے کے لئے کسی کوشش اور جد وجہد حتیٰ جنگوں سے بھی دریغ نہ کیا۔ یہاں تک کہ یہ خاندان جب اپنے عروج پر تھا (یعنی شاہ عباس صفوی کے زمانے میں) اس نے ملکی آبادی اور وسعت کو موجودہ ایران سے دوگنا کر دیا تھا۔

بارہویں صدی ہجری سے پندرہویں صدی ہجری کے دوران شیعوں کی حالت

آخری تین صدیوں کے دوران شیعوں کی مذہبی ترقی اپنی سابقہ حالت اور شکل میں جاری رہی ہے اور اب جبکہ پندرہویں صدی کا پہلا حصہ ختم ہو رہا ہے ، مذهب شیعہ ایران میں سرکاری اور عوامی مذهب کے طور پر پہچانا جاتا ہے اور اسی طرح دوسرے بہت سے اسلامی ممالک مثلاً یمن ، عراق وغیرہ میں شیعوں کی اکثریت ہے۔ اس کے علاوہ تمام اسلامی ممالک میں بھی کم و بیش شیعہ افراد زندگی گزار رہے ہیں۔ مجموعی طور پر دنیا کے مختلف ممالک اور علاقوں میں شیعہ آبادی تقریباً دس کروڑ نفوس پر مشتمل ہے۔